دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵
پاکستان

۲۷۷
۱۴۲۹ھ / ۲ / ۵

سوال ۱: خوبصورتی کیلئے سر کے بالوں کا حلق کرنا مردوں کا یا ان کا قصر کرنا زینت یا فیشن کے طور پر جائز ہے یا نہیں؟ مسئلہ حج والوں سے جواز پر استدلال کیا گیا ہے۔ اور حلق کی ممانعت کو حاجی واقعہ سے متعلق بتایا گیا ہے، ایک دینی ادارے سے منسوب اس عمل کی بابت علیحدہ علیحدہ دو ما جاتا ہے؟ آیا یہ موقف، استدلال اور طریقہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہ ہو تو ان روایات کی کیا صحیح تاویل و توجیہ ہے تحریر فرمائیں۔ فجزاکم اللہ خیرا

سائل: محمد یوسف
کراچی

— جواب منسلکہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں —

صحيح مسلم (١/٢٥٦)

(٣٢٠) وحدثني عبيد الله بن معاذ العنبري، قال حدثنا أبي، قال: حدثنا شعبة، عن أبي بكر بن حفص، عن أبي سلمة بن عبد الرحمن، قال دخلت على عائشة أنا وأخوها من الرضاعة. فسألها عن غسل النبي صلى الله عليه وسلم من الجنابة؟ ((فدعت بإناء قدر الصاع فاغتسلت وبيننا وبينها ستر وأفرغت على رأسها ثلاثاً)) قال: ((وكان أزواج النبي صلى الله عليه وسلم يأخذن من رؤوسهن حتى تكون كالوفرة)).

[شرح محمد فؤاد عبد الباقي] [(ش) (يأخذن من رؤوسهن حتى تكون كالوفرة) أي يأخذن من شعر رؤوسهن ويخففن من شعورهن حتى تكون كالوفرة وهي من الشعر ما كان إلى الأذنين ولا يجاوزهما]

ذكر الأقران لأبي الشيخ الأصبهاني (ص: ١١٥)

٣١٢- حدثنا عبد الله بن أحمد بن أشتة، حدثنا حميد بن الربيع، حدثني أحمد بن محمد بن حنبل، حدثني علي بن المديني، حدثني عبد الرحمن بن مهدي، حدثني معاذ بن معاذ، حدثنا شعبة، عن أبي بكر بن حفص، عن أبي سلمة بن عبد الرحمن قال: كن أزواج النبي صلى الله عليه وسلم يأخذن شعورهن حتى الوفرة.

ابن سعد في الطبقات الكبرى ط العلمية (٨/ ١٦٦)

أخبرنا علي بن عبد الله. حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن معاذ بن معاذ عن شعبة عن أبي بكر بن حفص عن أبي سلمة بن عبد الرحمن قال: كان أزواج النبي — صلى الله عليه وسلم — يأخذن من شعورهن حتى تكون كهيئة الوفرة.

مشيخة يعقوب بن سفيان الفسوي (ص: ٧٠)

حدثنا عبدالله، قال: حدثنا يعقوب، قال، حدثنا عبيدالله بن معاذ بن معاذ، قال: حدثنا ابي، قال: حدثنا شعبة، عن ابي بكر بن حفص، عن ابي سلمة بن عبدالرحمن، قال: دخلت على عائشة، انا وأخوها من الرضاعة، فسألها عن غسل النبي صلى الله عليه وسلم من الجنابة، فدعت بإناء قدر الصاع، فاغتسلت وبيننا وبينها ستر، فافرغت على رأسها ثلاثاً، قال: وكان أزواج رسول الله صلى الله عليه وسلم يأخذن من رؤوسهن حتى تكون كالوفرة.

السادس من معجم الشيخة مريم (ص: ١٥)

٥ - اخبرنا ابو محمد بن ابي التائب، اجازة، انا محمد بن ابي بكر البلخي، سماعا، عن ابي طاهر السلفي، انا ابو الغنائم محمد بن علي النرسي، ثنا الامير نصر بن ماكولا -

ح وانبأنا عاليا يونس بن ابراهيم، عن علي بن الحسين، عن محمد بن ناصر، عن ابي نصر علي بن هبة الله بن علي بن نصر بن ماكولا، ثنا ابو بكر بن مهدي -

ح وانبأنا اعلى منه يونس، عن علي، عن الفضل بن سهل، عن ابي بكر، ثنا ابو حازم العبدوي، ثنا ابو عمرو بن مطر، ثنا ابراهيم بن يوسف، ثنا ابو الفضل صاحب احمد، ثنا احمد بن حنبل، ثنا نصر بن حرب، ثنا يحيى بن معين، ثنا علي بن المديني، ثنا عبيدالله بن معاذ، ثنا ابي، ثنا سعيد، عن ابي بكر بن حفص، عن ابي سلمة بن عبد الرحمن، عن عائشة قالت ((ان ازواج النبي يأخذن من رؤوسهن حتى تكون كالوفرة))

~~السابع من فوائد ابي عثمان البحيري~~ (ص: ٢٧٨)

(1) عالمیہ اول

عورتوں کو ضرورت کے وقت بال کاٹنے کے متعلق سوالات:-

احادیث میں بال کے کاٹنے کے متعلق روشنی [illegible] ہے تو لوگوں کو اسکی وضاحت معلوم نہیں ہو سکی۔
حدیث سمجھنے کیلئے صحاح ستہ کی کتابیں ناکافی ہیں ہمیں دیگر کتابوں کی جانب مراجعت کی ضرورت ہوگی۔
حدیث کی غیر معروف کتابوں میں وضاحت زیادہ ہے۔
لعن اللہ الحالقات: تو کیا عورتیں بال نہ کاٹیں / منڈوائیں نہیں — اس بات سے لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ بال کٹوانا منع ہے۔ ابن عباس نے اسے مثلہ کرنا قرار دیا ہے کہ عورتیں اسطرح اپنی خلقت بگاڑتی ہیں۔
جواب ہے: یہ خاص واقعہ سے متعلق ہے بات (توجہ کرنا / [illegible]) عائشہؓ [illegible] ہمارے یہاں زمانہ جاہلیت میں شوہر کی وفات کے بعد بال منڈوا دیتی تھیں — بیوہ عورت

"فیشن کیلئے بال کاٹنا عورت کا بلا کراہیت جائز ہے"
حدود اور پردہ کا خیال کرتے ہوئے۔
13/12/2017

دار الافتاء

0332 3424346

یوسف
۱۴۴۱ھ

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ عورتوں کا اپنے سر کے بال منڈانا ناجائز اور حرام ہے ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حلق کرنا عورت کے حق میں مثلہ کا حکم رکھتا ہے اور مثلہ کرنا حرام ہے، سوائے کسی شرعی ضرورت (علاج وغیرہ) کے عورتوں کے حق میں کہیں حلق کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی ہے۔

اسی طرح عورتوں کا مردوں کی طرح فیشن یا زینت کے طور پر قصر کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے، حدیث شریف میں ایسی عورتوں پر لعنت وارد ہوئی ہیں جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے۔

مذکورہ ادارے کا صریح احادیث کو نظر انداز کرکے تاویلات فاسدہ کے ذریعے سے عورتوں کو حلق اور مردوں کی طرح قصر کی اجازت دینا اور اس پر ترغیب دینا ایک عظیم گناہ کی دعوت ہے، ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کرام کی رائے سے الگ اپنی رائے قائم کرنا صریح گمراہی ہے۔

صحیح البخاری میں ہے:

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال.

(۷/۱۵۹، رقم: ۵۸۸۵، بیروت)

دار الافتاء
جامعة العلوم الاسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

جامع الترمذي میں ہے:

عن علي رضـ قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تحلق المرأة رأسها... والعمل على هذا لدى أهل العلم

- جاری ہے -

فإنهم لا يرون على المرأة الحلق وإنما
يرون أن عليها التقصير۔

(۲/ ۲۴۹، رقم: ۹۱۴)

المعجم الكبير للطبراني میں ہے:

عن ابن عمر قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المخنثين من الرجال والمترجلات من النساء۔

(۱۲/ ۲۰۰، رقم: ۱۳۴۷۷)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

أما النساء فإنهن يرسلن شعورهن لا يتخذن جمة۔

(باب الترجل، ج: ۱۳، ص: ۹۹)

چنانچہ حج جیسے مبارک موقعہ پر جہاں مردوں کے حق میں حلق کی فضیلت کا ذکر ہے وہاں عورتوں کو قصر کا حکم ہے اور قصر کی مقدار بھی محض "مقدار أنملة" (انگلیوں کے پوروں کے بقدر) تک ہے، اگر عورتوں کو حلق کی گنجائش ہوتی یا مردوں کی طرح قصر کا جواز ہوتا تو حج کے موقع پر اس کا حکم دیا جاتا جب کہ ایسا نہیں ہے، ملاحظہ ہو:

بدائع الصنائع میں ہے:

وروت عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى المرأة أن تحلق رأسها، ولأن الحلق في النساء مثلة، ولهذا لم تفعله واحدة من نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولكنها تقصر

دار الافتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

جاری ہے

فتأخذ من أطراف شعرها قدر أنملة لما روي عن عمر رضي الله عنه أنه سئل فقيل كم تقصر المرأة فقال مثل هذه وأشار إلى أنملته۔

(٢ر١٤١، دار الكتب العلمية)

تبیین الحقائق میں ہے:

(قوله الأنملة) قال في المصباح: الأنملة العقدة من الأصابع وبعضهم يقول الأنامل رؤوس الأصابع۔

(٢ر٣٢، دار الكتاب الاسلامی)

وفیہ أیضا:

(ولا تحلق رأسها ولكن تقصر) لما روى ابن عباس أنه عليه الصلوة والسلام قال: ليس على النساء الحلق إنما على النساء التقصير رواه أبو داؤد وغيره۔

ولأن حلق رأسها مثلة كحلق اللحية في حق الرجل۔

(٢ر٣٩، دار الكتاب الاسلامی)

فتاوی شامی میں ہے:

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت، زاد في البزازية وإن كان بإذن الزوج لأنه لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق

(٦ر٤٠٧، سعید)

جاری ہے۔

دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

البنایہ شرح الہدایہ میں ہے:

(قوله: ولأن حلق الشعر في حقها مثلة كحلق اللحية في حق الرجال) المثلة حرام فلا تجوز إقامة السنة بارتكاب الحرام والسنة في حقها التقصير وقال المطرزي رحمه الله: المثلة قطع بعض الأعضاء وتسويد الوجه وتغيير الوجه.

(۴/۲۰۴، دار الكتب العلمية)

فقہ مالکی کی کتاب المنتقی شرح المؤطا میں ہے:

لأن حلاقة المرأة مثلة إذ هي حلاقة غير معتادة كحلاقة الرجل لحيته وشاربه.

(۳/۲۹، بیروت)

فقہ شافعی کی مشہور کتاب المجموع شرح المہذب میں ہے:

أجمع العلماء على أنه لا تؤمر المرأة بالحلق.

(۸/۲۰۴، دار الفكر)

فقہ حنبلی کی کتاب المغنی میں ہے:

ولا تختلف الرواية في كراهة حلق المرأة رأسها من غير ضرورة قال أبو موسى رضي: برئ رسول الله صلى الله من الصالقة والحالقة متفق عليه.

وروى الخلال بإسناده عن قتادة عن عكرمة قال نهى النبي صلى الله عليه وسلم أن تحلق المرأة رأسها قال الحسن هي مثلة.

(۱/۶۸، مكتبة القاهرة)

دار الافتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵
پاکستان

جاری ہے۔

وفیہ أیضاً:

والمشروع للمرأة التقصير دون الحلق لا خلاف
في ذلك قال ابن المنذر أجمع على هذا أهل
العلم وذلك لأن الحلق في حقهن مثلة۔

(۳/ ۲۷۳، مکتبة القاهرة)

تمام روایات اور فقہاء کرام کی عبارات میں کہیں اس بات کا ذکر موجود نہیں کہ حلق کی ممانعت کا حکم کسی خاص واقعہ سے منسلک ہے، البتہ اس بات کا ذکر موجود ہے کہ عورت کیلئے ضرورت شرعی کے بغیر حلق کی ممانعت پر اجماع ہے۔

سوالنامہ میں مسلم شریف کی حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، جس کی بناء پر امہات المؤمنین کی طرف بال کٹوانے کے عمل کو منسوب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب امہات المؤمنین سے بال کٹوانا معلوم ہو رہا ہے، تو پھر عام مسلم خواتین کیلئے بھی بال کاٹنا جائز ہونا چاہئے۔

تو اس بارے میں سمجھ لینا چاہئے کہ اولاً تو اس حدیث کا بال کٹوانے والا مفہوم یقینی نہیں ہے بلکہ اس میں دوسرے مفہوم کا امکان بھی ہے، چنانچہ احادیث کے شارحین فرماتے ہیں کہ بعض أزواج مطہرات اپنے لٹکے ہوئے بالوں کو سمیٹ کر گدی یا سر پر باندھ لیتی تھیں اور مینڈیاں وغیرہ نہیں بناتی تھیں، جس کی وجہ سے ان کے بال کندھوں سے کچھ نیچے تک کٹے ہوئے بالوں کی طرح معلوم ہوتے تھے اور کانوں سے نیچے نہ آتے تھے اور یہاں تک کی مقدار کے بالوں کو عربی میں "وفرہ" کہا جاتا ہے ورنہ در حقیقت أزواج مطہرات اپنے بالوں کو کترواتی نہیں تھی جیسا کہ اس دور میں عورتیں کرتی ہیں اور آج کل بھی بعض عورتیں غسل کے وقت سر دھونے کے بعد

— جاری ہے —

دار الافتاء
جامعة العلوم الاسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

اس طرح بالوں کو سمیٹ کر گدی پر باندھ لیتی ہیں۔

(ملخص از فتح الملہم: ۳/ ۱۵۶)

ایک سوال کے جواب میں مذکورہ حدیث کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

الجواب: اس وضع مسئول عنہ کی حرمت پر دلائل صریحہ قائم ہیں اور جواز کی دلیل میں چند احتمالات ہیں اس لئے حرمت ثابت اور جواز پر استدلال فاسد، امر اول کا بیان یہ ہے کہ مبنی اس وضع کا یقیناً تشبہ بالنساء الکفار ہے جو اہل وضع کو مقصود بھی ہے، اور اس میں تشبہ بالرجال بھی ہے گو ان کو مقصود نہ ہو اور اطلاق دلائل سے تشبہ ہر حال میں حرام ہے خواہ اس کا قصد ہو یا نہ ہو اور علاوہ تشبہ کے منع پر اور دلائل بھی قائم ہیں، اور امر ثانی کا بیان یہ ہے کہ اولاً راوی نے اپنا مشاہدہ بیان نہیں کیا اور گو راوی حضرت عائشہ رضی کے محرم ہیں مگر نہ الفاظ حدیث مقول لعائشہ میں نص ہیں نہ راوی دوسری ازواج کے محرم ہیں کہ شعور کا مشاہدہ کیا ہو نہ کسی صاحب مشاہدہ کا نام لیتے ہیں، نہ صاحب مشاہدہ کا ثقہ یا غیر ثقہ ہونا معلوم، نہ یہ معلوم کہ اس نے تحقیق سے کہا ہے یا تخمین سے، بعض اوقات عورتیں بالوں کو ایسا متداخل کر لیتی ہیں کہ دیکھنے والے کو شبہ تخفیف شعور کا ہوتا ہے۔

ثانیاً "وفرہ" بقول اصمعی لمہ سے اشبع ہے اور لمہ وہ

دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامية علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

ــ جاری ہے ــ

[illegible]

ہے جو منکبین سے لگتا ہو (نقلہ النووی) پس وفرہ منکبین
سے بھی نیچے ہوا پھر ان شعور کو "وفرہ" نہیں کہا گیا
"کالوفرۃ" یعنی مشابہ "وفرہ" کہا گیا تو اس میں یہ بھی
احتمال ہوگا کہ وہ "وفرہ" سے بھی نیچے ہوں بلکہ غور کرنے
سے یہی احتمال راجح بلکہ مثل متعین کے ہے، کیونکہ اگر
وفرہ سے کم ہوتے تو اس کیلئے تو لغت موضوع ہے، مثلاً
لمّہ، تو لمّہ سے تعبیر کیا جاتا، کالوفرۃ کہنے کی کیا ضرورت
تھی اور وفرہ سے زائد کیلئے کوئی لغت نہیں ہے اس لئے اسے
کالوفرۃ سے تعبیر کیا گیا اور اس حالت میں اس میں
یقیناً ذوائب وقرون بن سکتے ہیں، غایت ما فی الباب
اور عورتوں کے قرون وذوائب سے اس میں قدرے کمی
اور تخفیف ہوگی، تو حدیث کا مدلول نفی قرون نہیں ہوا
بلکہ تخفیف شعور ہوا چنانچہ نووی نے کہا ہے "فیہ دلیل
علی جواز تخفیف الشعور للنساء" اور غرض اس تخفیف سے
ترک شعور زینت تھی کما قالہ النووی۔

عن عیاض ولعل أزواج النبی صلّی اللہ
علیہ وسلم فعلن ھذا بعد وفاتہ صلی اللہ
علیہ وسلم لترکھن التزین۔۔۔ الخ اور اس
تخفیف کو اخذ کرنا صحیح اور شعور کو "ضفر رؤوسھن" کہنا صحیح
ہے، ثالثاً: اس سے قطع نظر علی سبیل التنزل ممکن ہے
کہ اس زمانہ میں یہ وضع رجال ونساء کے درمیان
مشترک ہو، پس کجا یہ وضع خبیث اور کجا وضع
ازواج مطہرات۔

(امداد الفتاویٰ: ج۴، ۲۲۶، ۲۲۷، دار العلوم کراچی)

— جاری ھے —

دار الافتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

مرعاة المفاتیح میں ہے:

قال الشنقيطي: وأما الجواب عن حديث مسلم فعلى القول بأن الوفرة أطول من اللمة التي هي ما ألم بالمنكبين من الشعر فلا إشكال لأن ما نزل عن المنكبين طويل طولا يحصل به المقصود. قال النووي في شرح مسلم: والوفرة أشبع وأكثر من اللمة واللمة ما يلم بالمنكبين من الشعر قاله الأصمعي اه.

وأما على القول الصحيح المعروف عند أهل اللغة من أنها لا تجاوز الأذنين قال في القاموس: الوفرة الشعر المجتمع على الرأس وأما ما سال على الأذنين منه أو ما جاوز شحمة الأذن ثم الجمة ثم اللمة. قال الجوهري في صحاحه: والوفرة الشعر إلى شحمة الأذن ثم الجمة ثم اللمة وهي التي ألمت بالمنكبين اه

فالجواب أن أزواج النبي صلى الله عليه وسلم إنما قصرن رؤوسهن بعد وفاته صلى الله عليه وسلم لأنهن كن يتجملن له في حياته ومن أجمل زينتهن شعرهن، أما بعد وفاته صلى الله عليه وسلم فلهن حكم خاص بهن لا تشاركهن فيه امرأة واحدة

دار الإفتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

— جاری ہے —

من نساء جميع أهل الأرض وهو انقطاع أملهن انقطاعا كليا من التزوج ويأسهن منه اليأس الذي لا يمكن أن يخالطه طمع فهن كالمعتدات المحبوسات بسببه إلى الموت... واليأس من الرجال بالكلية قد يكون سببا للترخيص في الإخلال بأشياء من الزينة لا تحل لغير ذلك السبب.

وقال النووي في شرح مسلم في الكلام على هذا الحديث: قال عياض: المعروف أن نساء العرب إنما كن يتخذن القرون والذوائب، ولعل أزواج النبي صلى الله عليه وسلم فعلن هذا بعد وفاته لتركهن التزين واستغنائهن عن تطويل الشعر وتخفيفا لمؤونة رؤوسهن... وقيل في الجواب أيضا عن هذا الحديث أن المراد أن نساء النبي صلى الله عليه وسلم كن يقصرن شعورهن المسترسلة ويعقدنها على القفا أو على الرأس من غير أن يتخذنها قرونا وضفائر فتكون كالوفرة في عدم مجاوزتها الأذنين.

(٩/٢٦٩، بنارس ہندوستان)

دار الافتاء
جامعة العلوم الاسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

جاری ہے

غرضیکہ اتنے سارے جائز و درست احتمالات کے ہوتے ہوئے اور حدیث پاک کے ایسے بے تکلف مفہوم کے ہوتے ہوئے جس سے دیگر صحیح احادیث اور امت کے اجماعی تعامل سے ٹکراؤ بھی پیدا نہ ہو اور شریعت کا کوئی عمومی ضابطہ بھی نہ ٹوٹتا ہو حدیث پاک کو مروجہ فیشن کی تائید کیلئے پیش کرنا یقیناً بہت بڑی جسارت ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

فقط واللہ اعلم

کتبہ

محمد یوسف شیر گل

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

علامہ محمد یوسف

بنوری ٹاؤن کراچی

۱۸/۶/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

محمد داؤد

۱۸/۶/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

محمد انعام الحق

۲۱/۶/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

ابوبکر سعید الرحمٰن

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ مفتی دار الافتاء